ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ

خدا۔ اور اس کے تمام فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی اس پر درود۔ اور سلام بھیجو۔

" درود شریف ...... اس غرض سے پڑھنا چاہیئے۔ کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریمؐ پر نازل کرے۔ اور اس کو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بنادے اور اس کی بزرگی۔ اور اس کی شان وشوکت اس عالم اور اس عالم میں ظاہر کرے۔ یہ دعا حضورِ تام سے ہونی چاہیئے جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضورِ تام سے دعا کرتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرع اور التجار کی جائے۔ اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہیئے کہ اس سے مجھ کو یہ ثواب ہوگا۔ یا یہ درجہ ملیگا۔ بلکہ خالص یہی مقصود چاہیئے کہ برکاتِ کاملہ الہیہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں۔ اور اس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت ہونا چاہیئے۔ اور دن رات دوام توجہ چاہیئے۔ یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دل میں اس سے زیادہ نہ ہو۔ پس جب اس طور پر یہ درود شریف پڑھا گیا۔ تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے۔" (الحکم جلد ۷ - نمبر ۲۷ و ۲۸)

" میں دیکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں۔ اور پھر وہاں جاکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ میں جذب ہوجاتے ہیں۔ اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہا نالیاں ہوتی ہیں۔ اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہونچتی ہیں۔" (الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء)

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۰ - جنوری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو ابھی تک نزلہ کی شکایت ہے۔ احباب صحتِ کاملہ کے لئے دعا کرتے رہیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بوجہ سردرد اور نزلہ ناساز ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

آج ساڑھے تین بجے کی گاڑی سے جب خان محمد عبد اللہ خان صاحب مع بیگم صاحبہ اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مع بیگم صاحبہ سندھ کے لئے روانہ ہوئے۔ تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ مع حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سٹیشن پر تشریف فرما تھے۔ نیز حضرت ام المومنین مدظلہا العالی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض اور خواتین بھی تشریف رکھتی تھیں۔

افسوس۔ آج میاں خیر الدین صاحب دری باف محلہ ناصر آباد بعمر ساٹھ سال وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نیز جناب مرزا محمد اشرف صاحب سابق محاسب صدر انجمن احمدیہ کا پوتا بعمر سوا سال فوت ہوگیا۔ بعد نماز ظہر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر دو کا جنازہ پڑھایا۔ میاں خیر الدین صاحب کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ بلندی درجات کے لئے دعا کی جائے۔ مرحوم مخلص احمدی تھے۔ ایام جلسہ سالانہ میں لنگر خانہ میں دن رات نہایت سرگرمی سے کام کرتے رہے۔ اور باوجود بخار میں مبتلا ہونے کے کام میں مصروف رہے۔ ان پر نمونیہ کا حملہ ہوا تھا۔ جب زیادہ بیمار ہوگئے تو ہسپتال میں داخل کئے گئے۔ مگر جانبر نہ ہوسکے۔ اور خدمت دین کرتے ہوئے انہوں نے شہادت پائی۔

اور اتحادی طیارے وہاں سے جرمنی پر حملے کرتے ہیں۔ بحیرہ شمالی پر شب و روز پرواز کر رہے ہیں۔ ہیلیگو لینڈ اور کیل وغیرہ پر ہوائی حملے کر چکے ہیں۔ تو اس آڑ میں فن لینڈ کو دیگر ممالک کی امداد سے محروم کرنا گویا اپنی بدباطنی پر پردہ ڈالنے کے مترادف ہے۔

اس جنگ کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہ تو خدا تعالےٰ ہی کو معلوم ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس سے روس کے وقار کو سخت دھکا لگا ہے۔ اور اس کا جو رعب دیگر اقوام پر طاری تھا۔ وہ دور ہو چکا ہے۔ اور یہ صاف نظر آنے لگا ہے۔ کہ وہ وہ نہیں۔ جو سمجھا جاتا تھا۔ اس کا اندرونی نظام کھوکھلا ہو چکا ہے۔ صرف ڈھانچہ ہی ڈھانچہ ہے اس کے ڈھول کا پول ظاہر ہو چکا ہے

اور اب اقوام عالم میں اسے وہ پوزیشن حاصل نہیں رہ سکتی۔ جو فن لینڈ پر حملہ سے پیشتر تھی۔ روس کی اس کمزوری کا اظہار گویا بالشوازم کی ناکامی کا ثبوت ہے۔ اس کی ظاہری ہیبت اور ڈیل ڈول اور اس کی طاقت و عظمت کے فسانوں کو سن سن کر بہت سے ہندوستانی نوجوان بھی بالشویکوں کے شیدا ہو رہے تھے۔ اور سمجھ رہے تھے۔ کہ یہی ایک نظام ہے۔ جو حقیقی راحت و انبساط کے ساتھ حقیقی قوت و طاقت کا سرچشمہ ہے لیکن اس جنگ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بالشوازم محض ایک سراب ہے۔ اور اسی طرح یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلہ میں روس نے جو نظام تجویز کیا تھا۔ اس کی کامیابی قطعاً محال ہے۔

موجودہ جنگ اور حکومت برطانیہ

مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم انگلستان نے ۹ر جنوری کو گلڈ ہال میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہم جنگ کو فتح کے مرحلہ تک پہنچانے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ آج جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ آنے والے واقعات کا پیش خیمہ ہے۔

ہماری بحری طاقت کا مقابلہ جرمنی یا کسی دشمن سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے تجارتی جہازوں میں ایک فیصدی کو ضرور نقصان پہنچا ہے لیکن ہر روز ۲ لاکھ ٹن وزن کے جہاز مصروف نقل و حرکت رہتے ہیں حالانکہ جرمنی کے جہاز کھلے سمندروں میں آنے کی جرأت کر ہی نہیں سکتے "گراف سپی" کی موت نے جرمنی کے بحری وقار کو خاک میں ملا دیا ہے۔

کاغذ کی گرانی کی وجہ سے اخبارات کی مشکلات

آج کل وہ روزانہ اخبارات جن کا حلقۂ اشاعت اور ذرائع آمد بہت وسیع ہیں جس طرح مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان کا کسی قدر ذکر "زمیندار" نے اپنے تازہ پرچہ میں بالفاظ ذیل کیا ہے۔

اخباری کاغذ روز بروز گراں ہوتا جا رہا ہے۔ اور یہ امر مالکانِ اخبارات کے لئے بے حد تشویشناک ہے۔ گرانیٔ کاغذ کا لازمی اثر یہ ہوا ہے۔ کہ اخراجات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اور آمد وہی کی وہی ہے۔ چار پیسے میں جو اخبار بازار میں بکتا ہے وہ کسی صورت میں تین پیسے سے کم نہیں پڑتا۔ ڈاک کا خرچ لگا کر حساب پورا ہو جاتا ہے اور بقاعدہ ریاضی باقی صفر رہ جاتا ہے۔

ہندوستان میں کاغذ کی بڑی مقدار سویڈن سے آتی تھی۔ لیکن جب سے جرمنی نے تارپیڈو مار مار کر غیر متحارب دولتوں کے جہاز غرق کرنا شروع کئے ہیں یہ درآمد بالکل بند ہو گئی ہے۔ اور ہندوستان میں جو کاغذ طیار ہوتا ہے۔ اول تو اس کی مقدار اتنی ہی نہیں ہوتی۔ کہ روزانہ اخباروں کے لئے کفایت کر سکے۔ دوسرے اخباری سائز کا کاغذ بہت کم طیار ہوتا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر متعدد جرائد کو اپنا سائز کم کرنا پڑا ہے۔ کیونکہ زندگی کو قائم رکھنے کے لئے یہ امر بے حد ضروری تھا۔

اس وقت اخبارات عظیم نقصان برداشت کر کے ملک اور قوم کی جو خدمت بجا لا رہے ہیں۔ وہ غالباً کسی سے پوشیدہ نہیں۔ گرانیٔ کاغذ کے باعث عملہ ہائے ادارت و کتابت کو جو تکلیفیں اٹھانی پڑ رہی ہیں۔ اس کا علم قارئین کو نہیں ہو سکتا۔ ان تکلیفوں کو اگر جانتے ہیں تو ہم جانتے ہیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

کوپن ہیگن ۹ جنوری۔ پولینڈ کے جرمن علاقہ میں یہودیوں کو دن کے ۹ بجے سے شام کے ۷ بجے تک گھروں سے باہر نکلنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اور ایک آرڈیننس کے ذریعہ ان سے جبری بیگار لینا جائز کر دیا گیا ہے۔

لنڈن ۹ جنوری۔ آج بحیرہ شمالی میں ایک جرمن جہاز نے ایک برطانوی جہاز پر بم برسائے جس سے جہاز کی مشینری کو نقصان پہنچا۔ وائرلیس سیٹ خراب ہو گیا۔ لیکن نقصان جان کوئی نہیں ہؤا۔ برطانوی جہاز بندرگاہ میں پہنچ گیا۔

پیرس ۹ جنوری۔ آج مغربی محاذ پر کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہؤا۔

دہلی ۹ جنوری۔ حکومت ہند نے اعلان کیا ہے۔ کہ اتحادی افواج کو اسلحہ کی باقاعدہ سپلائی کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہندوستان سے ابرک کی برآمد ممنوع قرار دیدی جائے۔ البتہ جو آرڈر پہلے سے آئے ہوئے ہیں ان کی تعمیل ہو سکے گی۔

پشاور ۹ جنوری۔ حکومت نے میجر دوگل اور بعض دیگر ہندوؤں کے اغوا کی وجہ سے شبی خیل محسودوں کو تمام مراعات سے محروم کر دیا ہے۔ خاصہ داروں کے الاؤنس بند کر دیئے ہیں۔ اور سرکاری علاقہ میں داخلہ ممنوع قرار دیدیا گیا ہے

رائیوڈی جنیرو ۹ جنوری۔ ۱۴ ہزار ٹن وزن کا ایک برطانوی جہاز جب جنوبی امریکہ کو جا رہا تھا۔ تو ایک آبدوز نے اس پر تین تارپیڈو مارے۔ مگر نشانہ خطا گیا پھر آبدوز سطح سمندر پر آ گئی۔ اور دو گھنٹہ تک ایک دوسرے پر گولے برسائے جاتے رہے۔ آخر آبدوز بھاگ گئی۔

کلکتہ ۹ جنوری۔ بنگال گورنمنٹ نے اخبار "ہندی کلکتہ ویکلی گزٹ" اور اس کے پریس سے ایک ایک ہزار روپیہ ضمانت طلب کی ہے۔

احمد آباد ۹ جنوری۔ آج یہاں ایک پبلک تقریر میں سردار پٹیل نے کہا کہ اب کانگرس مسلم لیگ سے کوئی سمجھوتہ نہیں کرے گی بلکہ مسلم عوام سے تعلقات پیدا کرے گی۔ اور انہیں اپنے پروگرام سے آگاہ کرے گی۔ اور کوشش کرے گی۔ کہ مسلم عوام کے ساتھ کوئی سمجھوتہ کر لیا جائے۔ اور لیڈروں کو نظرانداز کر دیا جائے۔

لنڈن ۹ جنوری۔ برطانوی وزراء کی طرف سے جنگ کے متعلق تقریروں کے پروگرام کے سلسلہ میں آج وزیراعظم نے ایک تقریر کی جس میں کہا۔ کہ آغاز جنگ سے لے کر اب تک میری تمام سرگرمیاں اس مقصد کے لئے وقف ہیں کہ جنگ میں فتح حاصل کی جائے۔ اور جب تک یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ میں اسے نظرانداز نہیں کروں گا۔ اور اپنے آرام و آسائش کو اس پر قربان کر دوں گا۔ اس وقت جنگ صرف سمندروں میں ہو رہی ہے۔ اور گذشتہ چار ماہ کے نتائج تسلی بخش ہیں۔ دنیا بھر کے سمندر جرمن جہازوں سے پاک ہو گئے ہیں۔ فرانس کے ساتھ اپنے مخلصانہ تعاون کو ہم جنگ کے بعد بھی قائم رکھیں گے۔

لنڈن ۹ جنوری۔ اٹلی کی طرف سے فن لینڈ کی مدد کے لئے طیارے بھیجے جا رہے تھے۔ کہ جرمنی نے رستہ میں انہیں روک لیا۔ اب اٹلی نے اپنے سفیر کی وساطت سے حکومت جرمنی سے اس کی وجہ دریافت کی ہے

بحیرہ روم اور بحیرہ اسود میں خوفناک طوفان آ رہے ہیں۔ جس کے باعث سمرنا کے قریب ایک مسافر جہاز خشکی پر چڑھ گیا۔ پانچ مسافر شدید طور پر مجروح ہوئے

بمبئی ۹ جنوری۔ آج مدراس کی جسٹس پارٹی کے لیڈر مسٹر راماسوامی نائیکر نے مسٹر جناح کے ساتھ ملاقات کی اور تمام غیر کانگرسی سیاسی جماعتوں کے اشتراک عمل کے امکانات پر غور کیا۔ اس ملاقات میں اچھوت لیڈر ڈاکٹر امبیدکر بھی شامل تھے۔ یوم نجات کی تجویز کے بھی یہ دونو لیڈر حامی تھے۔

لنڈن ۹ جنوری۔ گذشتہ شب پیرس میں ترکی۔ برطانیہ اور فرانس کے مابین تجارتی اور اقتصادی معاہدہ پر دستخط ہو گئے جس کے لئے اکتوبر سے گفت و شنید جاری تھی۔ اس معاہدہ سے ان تینوں ملکوں کے دوستانہ تعلقات مزید مستحکم ہو گئے ہیں اور جرمنی میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا ہے جرمن اخبارات اس پر شدید نکتہ چینی کر رہے ہیں۔

لنڈن ۱۰ جنوری۔ آج صبح کے برطانوی اخبارات نے وزیراعظم کی تازہ تقریر کو بڑے بڑے عنوانات کے ساتھ شائع کیا۔ اور اس کے متعلق بہت پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

آج سویرے فرانسیسی اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ مغربی مورچہ پر گشتی فوج نے سرگرمی دکھائی۔

آج مسٹر چرچل میدان جنگ سے واپس آ گئے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ کہ فرانس اور انگلستان کے فوجیوں میں دوستانہ تعلقات ہیں۔

آج برطانیہ کا ایک جہاز بارود کی سرنگ سے ٹکرا کر ڈوب گیا۔ کپتان جہاز اور کچھ اور لوگ مارے گئے۔

آج فن لینڈ نے لڑائی کے متعلق جو اعلان شائع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ سالا کے مورچہ پر زبردست لڑائی ہو رہی ہے۔ اٹلی میں جو خبریں پہنچی ہیں۔ ان میں بتایا گیا ہے کہ فنوں نے ریلوے لائن پھر کاٹ دی ہے اس وقت تک روسیوں نے جو عام لوگوں پر ہوائی حملے کئے ہیں۔ ان کی وجہ سے ۲۳۴ افراد مر گئے۔ ۲۳۷ سخت زخمی ہوئے اور ۲۱۰ معمولی زخمی ہوئے ہیں۔ اس وقت تک روسیوں کے ۱۳۷ ہوائی جہاز ہوا بازوں سمیت نیچے گرائے جا چکے ہیں

فرانسیسی نوآبادیات سے آنے والے ذعیدوں کا پہلا دستہ جو سائپرس سے آیا فرانس پہنچ گیا ہے۔

دہلی ۱۰ جنوری۔ آج غازی آباد (یو۔پی) میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت جواہرلال صاحب نہرو نے کہا۔ کہ جب تک ہندوستان کی آزادی کا سوال ہمیشہ کے لئے حل نہیں ہو جاتا۔ کانگرس نہ حکومت سے صلح کر سکتی ہے۔ اور نہ وزارتیں سنبھال سکتی ہے۔

لاہور کے اخبارات نے جو یہ شائع کیا تھا۔ کہ پنڈت جواہرلال صاحب نے کہہ دیا ہے کہ مسٹر جناح سے سمجھوتہ کی گفتگو اب نہیں ہو سکتی۔ اس کی پنڈت جی نے تردید کرتے ہوئے کہا۔ کہ میں نے تو یہ کہا تھا۔ کہ سمجھوتہ کی گفتگو اب اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو گئی ہے۔

بنوں ۱۰ جنوری۔ بنوں کے ہندو اور سکھ قبائلیوں کے حملوں سے بچنے کے لئے ایک والنٹیر کور بنا رہے ہیں۔ ایک ہزار روپیہ چندہ جمع ہو گیا ہے۔ اور سرکاری افسروں نے رائفلیں چلانے کی ٹریننگ دینا منظور کر لیا ہے۔

بمبئی ۱۰ جنوری۔ جمعہ کے دن دوپہر کو بمبئی میں وائسرائے کا جلوس نکلے گا۔ ہز ایکسی لینسی وائسرائے کی حفاظت پر گورنر بمبئی کا باڈی گارڈ مقرر ہو گا۔

لاہور ۹ جنوری۔ آج پنجاب اسمبلی میں وزیر تعلیم نے تحریک پیش کی۔ کہ پرائمری ایجوکیشن بل پر سلیکٹ کمیٹی نے جو رپورٹ کی ہے۔ اس پر غور کیا جائے۔ ایک ممبر خواجہ غلام محمد صاحب نے تحریک کی۔ کہ اسے یکم فروری ۱۹۴۰ء تک رائے عامہ کے لئے مشتہر کر دیا جائے۔ آپ نے کہا۔ اس میں مخلوط تعلیم کی سفارش کی گئی ہے۔ پھر یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ استاد پڑھائیں گے یا استانیاں یہ بات پردہ اور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ وزیراعظم نے کہا۔ کہ شرعی نقطہ نگاہ سے جو اعتراض کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔ اور نہ یہ مخلوط تعلیم شریعت کے خلاف ہے ہاں اگر یہ کہا جائے۔ کہ لڑکیوں کی عمر گیارہ کی بجائے ۹ سال کر دی جائے۔ تو اس پر غور ہو سکتا ہے۔ بہت سے بحث کے بعد خواجہ صاحب کی تحریک گر گئی۔

جرمنی میں ایک نیا قانون جاری ہؤا ہے جس کے رو سے یاس انگیز اور حوصلہ شکن افواہیں پھیلانے والوں کو سزائے موت دی جایا کرے گی یہ سزا دینے کے لئے مقدمہ کی سماعت بھی سرسری ہو گی۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

پبلک کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آؤٹ ایجنسی بمقام ہریانہ جو براستہ ہوشیارپور جاری تھی۔ مسافروں۔ پارسلوں اور سامان کے بکنگ کے لئے پہلے ہی بند کی جا چکی ہے سٹی بکنگ ایجنسی ہوشیارپور اور گورداسپور اور آؤٹ ایجنسی بمقام دورانگلہ جو براستہ گورداسپور جاری تھی ۱۵۔ جنوری ۱۹۴۰ء سے مسافروں۔ پارسلوں اور سامان کے بکنگ کے لئے بند کر دی جائیں گی۔

چیف کمرشل مینیجر

ضروری تصحیح

اشتہار "زمینوں کی قیمت میں رعایت کی میعاد ۱۵ جنوری ۱۹۴۰ء کو ختم ہو جائے گی" کے ماتحت اخبار ۶ جنوری ۱۹۴۰ء میں جو شرحات درج ہیں۔ ان میں نمبر ۶ کے سامنے قیمت ۲۶ روپیہ درج ہو گئی ہے۔ حالانکہ یہ **ساٹھ روپیہ** ہے۔ اور پہلی اشاعت میں جو الفضل مورخہ ۵۔ جنوری ۱۹۴۰ء میں چھپی ہے۔ یہی قیمت درج ہے۔

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے۔ کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں اس قدر مقوی دماغ ہے کہ بچپنے کی باتیں خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آبحیات کے تصور فرمائیے۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجئے۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کر دے گی۔ اس کے استعمال سے اٹھارہ گھنٹہ تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول اور مثل کندن کے درخشاں بنا دیگی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے۔ ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بامراد بن کر مثل پندرہ سالہ نوجوان کے بن گئے۔ یہ نہایت مقوی مبہی ہے۔ اس کی صفت تحریر میں نہیں آسکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی۔ قیمت فی شیشی دو روپے

نوٹ:۔ فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس فہرست دواخانہ مفت منگوا لیجئے۔ جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے

ملنے کا پتہ:۔ **مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ع ۵ لکھنؤ**

ہم شہادت دیتے ہیں

کہ ہمارے موذی جنسی مرض برسوں کی جب کہ ہم نے ڈاکٹروں حکیموں ویدوں کی دوائی اور لاف زنی پر سینکڑوں روپے برباد کر کے جنگل اور آبادی بھی چھان ماری مگر زندہ درگور ہی رہے بلکہ زندگی کو موت پر ترجیح دیتے تھے خدا کی قدرت خوش قسمتی سے چند ایک صحت یافتہ مریضوں سے سنا کہ خان غلام نبی بی ڈی شہر سیالکوٹ اس موذی مرض کا علاج بخوبی کرتے ہیں۔ پس ہم نے بھی خان صاحب مذکور سے علاج کرایا اور بفضل خدا کلی صحت حاصل ہوئی۔ اور سب طاقتیں قائم ہو گئیں اور قیمت دوائی بھی معمولی صرف دو روپیہ آٹھ آنے اس خوشی کے عوض میں ہم ڈنکے کی چوٹ سے جنرل پبلک کو مطلع کرتے ہیں۔ کہ سب کو چھوڑ کر خان غلام نبی بی۔ ڈی شہر سیالکوٹ کی اکسیر دوائی قیمتی ۲/۸ کی لے کر کھاؤ اور ہمیشہ کی زندگی کا لطف حاصل کرو کیونکہ نہ تو اس موذی مرض کی مکمل دوائی اور نہ کسی معالج کے ہاں اس کا کامل نسخہ ہے۔ سوائے زبانی جمع خرچ کے۔ جیسے آپ نے بھی اپنے علاج پر بے شمار روپیہ ضائع کئے ہوں گے سوائے مریضو ہمارے کہنے سے خدا کا نام لیکر خانصاحب سے علاج کراؤ اور اس حکمی اکسیر دوائی سے شفا حاصل کرو جو کہ ہمارے تجربہ میں آچکی ہے۔ اور بعد از شفا ہمکو بھی دعائے خیر سے یاد فرمائیں بلکہ ہم ڈاکٹروں حکیموں ویدوں کو بھی ایک نیک مشورہ دیتے ہیں کہ وہ بھی دوائی خانصاحب سے خرید کر اپنے اپنے مطب اور دوائی خانہ میں رکھیں اور اپنے آپکو نفع اور مخلوق خدا کو آرام پہنچائیں کیونکہ یہی ایک اکسیر دوائی آپکے مطب کو دنیا میں بھی روشن کریگی۔ جیسے کہ آپ انگریزی ادویات خرید کر مریضوں پر استعمال کرتے ہیں۔ المشتہر ہم ہیں صحت یافتہ مریضان ایم محمد شفیع ملک دی ڈیڈیل، اتھلٹک ورکس شہر سیالکوٹ میاں احمد دین میاں پیراں بخش

زمینوں کی قیمت میں رعایت کی میعاد ۱۵ جنوری ۱۹۴۰ء کو ختم ہو جائیگی

جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے۔ اس سال جلسہ خلافت جوبلی کی تقریب پر زمینوں کی قیمت میں خاص رعایت کی گئی تھی۔ جو بعض صورتوں میں تیرہ چودہ فیصدی کے قریب پہنچتی تھی اور کسی صورت میں دس فیصدی سے کم نہ تھی۔ اس رعایت سے بہت سے دوستوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ لیکن چونکہ ابھی تک محلہ دارالرحمت اور دارالیسر اور دارالبرکات میں بعض قطعات خالی ہیں۔ اس لئے دوستوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ رعایت ۱۵ جنوری ۱۹۴۰ء تک جاری رہے گی جس کے بعد اصل قیمت بحال کر دی جائے گی۔ پس جو دوست اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ بہت جلد خاکسار کو مطلع فرمائیں تاکہ ان کے لئے کوئی مناسب قطعہ ریزرو کر دیا جائے۔ مگر یہ بات واضح رہنی چاہیئے۔ کہ یہ رعایت صرف ان دوستوں کو دی جائے گی۔ جو ساری قیمت ۱۵۔ جنوری ۱۹۴۰ء تک نقد ادا کر دیں گے۔ موٹے طور پر شرح قیمت حسب ذیل ہے۔

(۱) دارالرحمت بر لب سڑک کلاں رعائتی شرح فی مرلہ ۱۷/۸ روپے

(۲) " اندرون محلہ بیس فٹ کے رستہ پر " ۱۳/۸ روپے

(۳) دارالیسر بر لب سڑک کلاں فی مرلہ ۱۵/۰ روپے

(۴) دارالیسر اندرون محلہ بیس فٹ کے رستہ پر فی مرلہ ۱۲/۰ روپے

(۵) دارالبرکات فی مرلہ ۲۵/۰ روپے

(۶) " قطعات برائے دوکانات متصل ریلوے سٹیشن ۶۰/۰ روپے

والسلام

خاکسار: **مرزا بشیر احمد قادیان**

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان ہی سے شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ارشاد کے ماتحت
مصیبت زدہ ترکوں کے لئے امدادی چندہ کا اعلان

قادیان ۱۰ جنوری۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت جناب ناظر صاحب بیت المال سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آج جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے ایک اپیل مرتب کی ہے (جو الفضل کل کے پرچہ میں شائع کی جائے گی) جس میں اناطولیہ کے مصیبت زدگان کے لئے چندہ طلب کیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ ہر احمدی اپنی حیثیت اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرور ترک مصیبت زدگان کے لئے چندہ دے۔ اس کے متعلق عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ کو خاص طور پر مخاطب کیا گیا ہے۔ کہ وہ تمام احمدی افراد سے ان کی حیثیت کے مطابق چندہ جمع کر کے محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوا دیں۔ اور اس کے لئے ہر ممکن جلدی سے کام لیں۔ تا جلد مصیبت زدگان کو رقم بھیجی جا سکے۔

امید ہے کہ جماعت احمدیہ جلد توجہ کر کے اپنی اس ہمدردی کا شاندار ثبوت پیش کرے گی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخلوق الٰہی کے متعلق پیدا کی ہے۔

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعا (۱) مکرم حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ نیگوس

افریقہ سے تحریر کیا ہے۔ کہ وہاں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت "نیا نظام" قائم کر رہے ہیں۔ جس میں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ وہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ حل مشکلات اور نصرت الٰہی کے لئے احباب دعا کریں۔ نیز ان کا آئندہ پتہ حسب ذیل ہوگا۔

F. R. Hakeem Ahmad
Missionary P. O. Box
No 418 Lagos Nigeria
West Africa.

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

(۲) مکرم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی ایم اے مبلغ امریکہ لکھتے ہیں۔ کہ ان کی صحت عرصہ سے کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ اور احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ (۳) صالح احمد خان صاحب لاہور (۴) مرزا عبد السمیع صاحب لاہو چھاؤنی امتحانوں میں کامیابی کے لئے اور جناب بابو احمد اللہ خاں صاحب ہیڈ کلرک کوئٹہ محکمہ نہ

ابتلاء سے مخلصی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

اعلان نکاح یکم جنوری ۱۹۴۰ء کو حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب نے بشریٰ ممتاز بیگم بنت اخوند محمد اکبر خان صاحب پنشنر ایچ۔ ڈی۔ سی کا نکاح بعوض ایک ہزار حق مہر میرے بھائی اخوند اقبال محمد خان بی۔ اے کے ساتھ پڑھا اللہ تعالےٰ بابرکت کرے۔ محمد عبد القادر ملتان شہر

ولادت عزیز ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب اور لڈ سنٹرل جیل ملتان کے ہاں ۲۹ دسمبر کو پہلا لڑکا تولد ہوا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے انعام اللہ نام تجویز فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے

خاکسار ملک صلاح الدین

ایک حافظ صاحب ایک خوش الحان نابینا احمدی حافظ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اگر کسی جماعت کو قرآن شریف پڑھانے کے واسطے ان کی ضرورت ہو۔ تو میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔

مفتی محمد صادق قادیان

تضمین بر نظم جناب حکیم خلیل احمد صاحب

از مبارک مونگھیری

ہبطِ روح الامیں جائے قیامِ محمود
پرتوِ وحیِ الٰہی ہے کلامِ محمود
غیر کو خاک نظر آئے کرامِ محمود
"میری آنکھوں سے کوئی دیکھے مقامِ محمود
ہفت افلاک سے بھی ارفع ہے بامِ محمود"

لائقِ دید ہے یہ شانِ کرامِ محمود
بڑھ کے شاہوں سے ہے رفعت میں غلامِ محمود
اللہ اللہ رے معراجِ امامِ محمود
"میری آنکھوں سے کوئی دیکھے مقامِ محمود
ہفت افلاک سے بھی ارفع ہے بامِ محمود"

کھول کر آج ذرا چشمِ بصیرت دیکھو
آنکھ والو اسی اک "بچہ" کی ہمت دیکھو
کتنی ملے چشمِ زدن میں کی مسافت دیکھو
"اللہ اللہ ذرا رفتار کی سرعت دیکھو
آن کی آن میں پہونچا کہاں گامِ محمود"

دفترِ رحمت والطاف وکرم میں اپنے
پہلے محفوظ کیا لوح و قلم میں اپنے
یوں اضافہ کیا پھر حسنِ رقم میں اپنے
"دستِ باکیف سے جاناں نے حرم میں اپنے
لکھ دیا ہے قلمِ شوق سے نامِ محمود"

نام دیوارِ حرم پر جو کیا تھا منقول
صاف مطلب تھا یہی اس کا یہی تھا محصول
اس کی مقبول عبادت بھی اطاعت بھی قبول
"یہ اشارہ ہے کہ ہوگی وہ جماعت مقبول
مقتدا ہونگے جس اُمت کے امامِ محمود"

جو خدا کا ہے وہ کب فتنوں سے ڈر جائیگا
آگ میں پڑ کے سلامت وہ گزر جائیگا
گیسوئے دین خبر کیا تھی سنور جائیگا
"وہ تو کہتے تھے کہ شیرازہ بکھر جائیگا
آئیں آنکھوں سے ذرا دیکھیں نظامِ محمود"

عہدِ فاروق کا انداز دکھایا کیسا
سر اٹھائے ہوئے فتنہ کو دبایا کیسا
مرحبا! کام اڑے وقت میں آیا کیسا
"ٹھوکریں کھانے سے ملت کو بچایا کیسا
دیکھا یہ حوصلہ و ضبطِ زمامِ محمود"

اس کی ہستی سے ہو وابستہ نظامِ عالم
اس کے اقبال کا لہرائے جہاں میں پرچم
فتح و نصرت ہو جلو میں نے ظفر اٹھے قدم
"ہم ایازوں کی الٰہی یہ دعا ہے ہر دم
اپنے محمود کو حاصل ہو مرامِ محمود"

مادیت کے پرستار خدائے "تہذیب"
دشمنِ دین ہوں وہ یا ہوں مذاہب کے نقیب
گوشِ دل سے وہ سنیں اب وہ زمانہ ہے قریب
"امن و راحت کبھی دنیا کو نہیں ہوگی نصیب
ہوگی جب تک نہ معمل بہ پیامِ محمود"

تیشۂ آذرِ بتگر کا زمانہ ہے قتیل
زرغۂ آتشِ نمرود میں ہے دینِ خلیل
حکمِ "بردًا وَّ سلامًا" ہو دوبارہ تعمیل
"آگ سب سرد ہو یا رب بنے گلزارِ خلیل
ساری دنیا پہ برس جائے غمامِ محمود"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ ذوالقعدہ ۱۳۵۸ھ

خطبہ جمعہ

تمام کمالاتِ انسانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملے اور ان میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہتا ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۹ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:- تھوڑے ہی دن ہوئے۔ ایک شخص نے مجھ سے

ایک سوال

کیا تھا۔ جو سوال وجواب غالباً "الفضل" میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس وقت اختصار کے ساتھ مَیں نے اس

سوال کا جواب

دے دیا تھا۔ آج جس وقت میں خطبہ کے لئے کھڑا ہوا۔ تو اذان سنتے ہی میرا ذہن اس سوال اور اس کے

ایک اور جواب

کی طرف چلا گیا۔ جو خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سوال کا دیا ہے۔ اور میں نے سوچا کہ آج اسی سوال کے جواب کو خطبہ کے ذریعہ سے اس روشنی میں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سند سے حاصل ہوئی ہے بیان کر دوں۔ یہ سوال غالباً میرے کسی خطبہ کی بنا پر کیا گیا تھا۔ جو "الفضل" میں شائع ہو چکا ہے۔ اور

سوال یہ تھا

کہ آپ بتائیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کے تمام کمالات اس دنیا میں حاصل نہیں کر چکے تھے۔ غالباً میرا کوئی مضمون یا خطبہ کسی ایسے موضوع کے متعلق تھا۔ کہ جس سے سائل کو یہ شبہ پیدا ہوا۔ کہ شائد میرے نزدیک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کمالات حاصل نہ تھے۔ میں نے جو جواب دیا۔ اس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ اگر تو تمام کمالات سے مراد یہ ہے۔ کہ جو ترقیات کوئی انسان حاصل کر سکتا ہے۔ اور جو کمالات انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو عطا کئے۔ تو یہ ٹھیک ہے۔ لیکن اگر تمام کمالات اللہ تعالےٰ کی نسبت سے ہیں۔ اور اس کے یہ معنے لئے جائیں کہ اب یہ معاملہ ختم ہے۔ اور مزید کسی ترقی کی گنجائش نہیں۔ تو یہ غلط ہے جتنے فضل آپ پر نازل ہوئے ہیں وہ ان سب سے زیادہ ہیں۔ جو آپ سے پہلوں پر ہوئے۔ یا پچھلوں پر ہوں گے۔ اور اگر اس نسبت سے کہا جائے۔ کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کمالات حاصل تھے۔

تو یہ ٹھیک ہے۔ کیونکہ جو کمال حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو حاصل ہوئے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو حاصل ہوئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوئے۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حاصل ہوئے اسی طرح دوسرے ملکوں کے نبیوں کو جن کے نام قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں۔ یا نہیں ہوئے۔ جو کمالات حاصل ہوئے۔ وہ آپ کو بھی حاصل ہیں۔ اور نہ صرف انبیاء کے کمالات۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی جن کو کوئی نہ کوئی ایسا کمال حاصل تھا۔ جو کسی نہ کسی رنگ میں مذہب پر اثر انداز ہوتا ہے۔ وہ خواہ آپ سے پہلے ہوئے ہیں۔ یا بعد میں پیدا ہوں گے۔ ان کے سب کمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔ بلکہ آپ کے بعد آنے والوں کو جو کمال بھی حاصل ہوگا۔ ظلی طور پر حاصل ہو سکے گا۔ یہ

ہمارا عقیدہ

ہے۔ اور اگر کوئی اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوے پر غور ہی نہیں کیا۔ لیکن اگر تمام کمالات کے معنے یہ لئے جائیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے قرب کی تمام راہیں اپنی انتہا تک آپ کو حاصل ہو گئیں۔ اور اب کوئی اور راہ باقی نہیں۔ اور نہ کوئی اور درجہ باقی ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو سکتا ہو۔ تو یہ بالکل غلط بات ہے اور یہ جواب مختصر الفاظ میں میری طرف سے "الفضل" میں شائع ہوا تھا۔ پہلے بھی یہ مضمون میں نے کئی بار بیان کیا ہے۔ لیکن انسان کو جس سے محبت ہو۔ اس کے متعلق ظاہری شان و شوکت کے الفاظ کے استعمال پر وہ بڑا حریص اور دلیر ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو محبت ہے۔ اس کے ماتحت وہ چاہتے ہیں۔ کہ کوئی ایسا لفظ آپ کے متعلق نہ بولا جائے۔ جس سے معلوم ہو۔ کہ آپ کے لئے

ابھی کوئی مقام طے کرنا باقی ہے

اس لئے مسلمانوں میں سے جو لوگ عارف نہیں ہیں۔ ان کو یہ بات ناگوار گزرتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مراتب حاصل کئے ہیں۔ ان سے آگے بھی ابھی مدارج باقی ہیں۔ لیکن اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ کسی ترقی کرنے والی چیز کا کسی مقام پر جا کر رک جانا اس

تنزل کی دلیل

ہوا کرتی ہے۔

پھر اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان خواہ کتنی بلند ہو۔ اور آپ سے ہمیں خواہ کتنی محبت ہو۔

اللہ تعالیٰ کی شان

بہرحال آپ کی شان سے بہت بالا ہے۔ خدا تعالےٰ ازلی ابدی ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے فیضانوں میں سے ایک بہت بڑا فیضان ہیں۔ اور یہ آپ کی ذات سے دشمنی ہوگی۔ کہ ہم آپ کو کوئی ایسا مقام دے دیں جس کے دینے سے خدا تعالےٰ کا مقام چھنتا ہو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خود بھی اس شان کو کبھی پسند نہیں کر سکتے۔ بلکہ ایسا خیال کرنے والے کو اپنا بدخواہ سمجھیں گے آپ کا اپنا عمل اس بات پر شاہد ناطق ہے۔ آپ نہایت زبردست قوتوں کے مالک تھے۔ اور آپ کو ایسے ایسے کاموں کی توفیق ملی۔ جو بڑے بڑے قوی انسان بھی نہیں کر سکتے۔ اور جس کے قوتے زیادہ مضبوط ہوں اسے

جان کنی کی تکلیف

زیادہ ہوا کرتی ہے۔ اس لئے آپ کو یہ تکلیف بہت زیادہ تھی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں پہلے یہ سمجھا کرتی تھی کہ جسے جان کنی کی تکلیف زیادہ ہو وہ اچھا آدمی نہیں ہوتا۔ مگر جب میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو اپنی رائے بدلنی پڑی۔ اس انتہائی تکلیف کے وقت بھی آپ کو اللہ تعالےٰ کے مقام کا اتنا خیال تھا۔ کہ آپ چونکہ جانتے تھے کہ میرے اتباع کو مجھ سے اتنا عشق ہے۔ کہ ممکن ہے میرے مرتبہ کے متعلق غلو سے کام لیں۔ اس لئے اس

تکلیف کے وقت میں

بار بار آپ کے مونہہ سے یہ الفاظ نکلتے تھے۔ کہ خدا تعالےٰ یہود و نصارےٰ پر لعنت کرے۔ کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ آپ بار بار یہی فرماتے تھے۔ گویا

اپنی قوم کو آخری سبق

جو آپ نے دیا۔ وہ یہی تھا کہ مجھے کوئی مشرکانہ مقام نہ دینا۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو یہ خیال مت کرنا کہ میں اس سے خوش ہوں گا۔ بلکہ میری رُوح ایسا کرنے والوں پر لعنت کرے گی۔ پس خواہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوں۔ آپ کی طرف ایسا مقام منسوب کرنا جو اللہ تعالےٰ کے درجہ کی تنقیص کا موجب ہو آپ کے لئے خوشی کا موجب نہیں۔ بلکہ ایسا کرنے والے پر آپ کی لعنت ہوتی ہے۔ اور

موت کے وقت کی لعنت

تو بہت ہی خطرناک ہوتی ہے۔ جو لوگ سچے مذہب کے پیرو نہیں مثلاً ہندو وغیرہ تو میں وہ بھی موت کے وقت کی بددُعا سے بہت ڈرتی ہیں۔ کسی کے ماں باپ فوت ہو رہے ہوں تو ان کی اس وقت کی دُعا یا بددعا کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ تو خدا تعالےٰ کا وہ رسول

جو سب پہلے اور پچھلے انبیاءً کا سردار

ہے۔ اس کے مرنے کے وقت کی بدعا کو کس قدر اہمیت حاصل ہونی چاہیئے اور یہ لعنت کتنی بڑی لعنت ہے۔

یاد رکھو

اللہ تعالےٰ غیر محدود ہے

باقی سب محدود ہیں۔ غالباً اسی سلسلہ میں میں نے ایک قصہ بھی سنایا تھا۔ کہ ایک دفعہ جمعہ کے روز ایک شخص مجھے ملنے آیا۔ اور کہا کہ میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نماز کے بعد مسجد ہی میں بیٹھ گیا۔ وہ فقیری طرز کا آدمی تھا اور اباحتی طریق رکھتا تھا۔ ان کا خیال ہے کہ جب انسان خدا کو پالے تو اسے نماز روزہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ نماز روزہ بطور سواری کے ہیں۔ اور جب کوئی سالک یار کے در پر پہونچ جائے۔ تو پھر اسے کسی سواری کی کیا ضرورت۔ اس وقت سوار رہنا تو گستاخی ہے۔ اسی عقیدہ کو مدنظر رکھ کر اس نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ اگر کوئی شخص کشتی میں بیٹھ کر دریا کے پار جانا چاہے تو جب وہ دوسرے کنارے پر پہونچ جائے۔ اس وقت بیٹھا رہے یا اتر جائے۔ مجھے اس وقت تک معلوم نہ تھا۔ کہ وہ کن خیالات کا آدمی ہے مگر جونہی اس نے سوال کیا۔ اللہ تعالےٰ نے معاً میرے دل میں ڈال دیا۔ کہ یہ اباحتی طریق کا آدمی ہے۔ یہ سوال سنکر لازماً ہر شخص یہی کہے گا۔ کہ جب کنارہ آ گیا تو کشتی سے اتر جانا چاہیئے۔ لیکن اگر میں اُسے یہ جواب دیتا تو وہ کہتا۔ کہ نماز روزہ وغیرہ تو

خدا تعالےٰ تک پہونچنے کے ذرائع

ہیں۔ جب انسان پہونچ جائے تو پھر ان کا کیا فائدہ۔ مگر اللہ تعالےٰ نے معاً میرے دل میں اس کے ارادہ کو ظاہر کر دیا۔ اور میں نے جواب دیا کہ جس دریا کو پار کرنے کے لئے وہ کشتی میں بیٹھا ہے۔ اگر تو وہ محدود ہے تو کنارہ پر پہنچ کر اتر جانا چاہیئے۔ لیکن اگر غیر محدود ہے تو جہاں اس کو خیال ہو کہ کنارہ آ گیا۔ وہ سمجھے یہ میری نظر کا قصور ہے۔ وہ جہاں اترا وہیں ڈوبا۔ کیونکہ غیر محدود دریا کا کنارہ آ ہی نہیں سکتا۔ میں نے کہا آپ جس دریا کا ذکر کر رہے ہیں وہ محدود ہے یا غیر محدود۔ اگر تو غیر محدود ہے تو جہاں یہ خیال کیا۔ کہ کنارہ آ گیا ہے وہیں ڈوبیگا کیونکہ غیر محدود دریا کے متعلق یہ خیال کہ کنارہ آ گیا نفس کا دھوکا ہے۔ پس ہمارا خدا غیر محدود ہے۔ اور جب

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترقی

خدا تعالےٰ کے مقام کے لحاظ سے دیکھی جائے تو ماننا پڑے گا کہ ابھی کنارہ نہیں آیا۔ بلکہ پہلے تو میں نے کہا تھا۔ کہ نہیں آیا۔ مگر اب یہ کہتا ہوں کہ نہیں آ سکتا اگر دس ارب سال بھی گذر جائیں۔ بلکہ دس ارب × دس ارب سال بھی گذر جائیں۔ اور ایسا تیز رفتار انسان ہو جیسے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تب بھی وہ کنارہ نہیں آ سکتا۔

آج جب میں

خطبہ کے لئے

کھڑا ہوا تو جیسا کہ میرا عام طریق ہے سوائے اس کے کہ ان ایام میں تحریک جدید وغیرہ کی قسم کا کوئی خاص مضمون بیان کرنا ہو۔ کوئی موضوع ذہن میں رکھ کر نہیں آیا کرتا۔ آج بھی کوئی مضمون میرے ذہن میں نہ تھا۔ مگر جب مؤذن نے اذان کہی اور میں نے دُعا پڑھی اور اس میں یہ الفاظ تھے اٰتِ محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ۔ تو میرا ذہن فوراً اس

معترض کے اعتراض

اور اس کے جواب کی طرف پھر گیا۔ اور میں نے فیصلہ کیا۔ کہ میں آج اسی کے بارہ میں خطبہ بیان کروں۔ تو سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

وسیلہ اور فضیلت

حاصل نہیں۔ وسیلہ کے معنی قرب کے ہیں۔ اور جب ہم یہ دُعا کرتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اے خدا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنا قرب اور بزرگی عطا فرما۔ اب اگر تو اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ قرب اور فضیلت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل نہیں۔ تو

اسلام کی بنیاد

ہی باقی نہیں رہتی۔ اور اگر حاصل ہے تو ایسی دُعا کرنا بے وقوفی ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ کسی شخص نے قلم تو کان پر رکھا ہو اور تلاش کرتا پھرے کہ کہاں گیا۔ پس اگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت حاصل ہے۔ تو پھر اس دُعا کے کیا معنے۔ مگر حقیقت یہی ہے جو میں نے بیان کی ہے۔ کہ آپ کو وسیلہ بھی حاصل ہے اور فضیلت بھی۔ مگر جب اس کا ایک درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ تو دوسرا سامنے آ جاتا ہے۔ ہمارا خدا ایسی شان اور مرتبہ والا ہے۔ کہ جب اس کے دربار میں ایک درجہ حاصل ہوتا ہے۔ تو سینکڑوں اور نظر آنے لگتے ہیں۔ اور آپ نے خود ہر اذان کے بعد مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ جو مسلمان یہ کہے۔ کہ آپ نے سارے مقام طے کر لئے ہیں اُسے یہ دعا نہیں مانگنی چاہیئے کیونکہ کسی چیز کے مل جانے کے بعد اس کے لئے دُعا کرنا فضول ہے۔ پس جو شخص یہ سمجھے گا۔ کہ

آپ کے لئے اب کوئی درجہ باقی نہیں

وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم پر عمل کرنے سے بھی محروم رہے گا۔ آپ کے یہ دُعا سکھانے کا مطلب ہی یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی وسیلہ اور فضیلت کی اتنی راہیں ہیں کہ کبھی ختم ہو ہی نہیں سکتیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا۔ کہ مسلمانو تم خدا تعالےٰ سے ہمیشہ یہ دُعا مانگتے رہو۔

اس دُعا نے اس سوال کو جو مجھ پر کیا گیا تھا بڑی اچھی طرح حل کر دیا ہے۔ بے شک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ابراھیمی کمالات حاصل ہوئے۔ موسوی اور عیسوی کمالات حاصل ہوئے۔ کرشنی کمالات حاصل ہوئے۔ اور آپ نرالے ہیں۔ آپ کے خادموں میں سے ایک خادم نے یہ کہا ہے۔ کہ ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

یعنی ہر نبی کو جو پیالہ پلایا گیا ہے۔ وُہ مجھے بھی بھر کر پلایا گیا۔ اور جب آپ کے خادموں کو وُہ نعمتیں ملیں۔ جو پہلے انبیاء کو دی گئیں۔ اور نہ صرف معمولی طور پر بلکہ لب بہ لب بھرے ہُوئے پیالہ کی صُورت میں ملیں۔ مگر باوجُود اس کے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ خدا کے قرب کی راہیں اب محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ختم ہو گئی ہیں:۔

کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو جو جام ملا۔ وُہ بھرا ہُوا تھا بے شک مرزا صاحب کو بھی وُہی جام دیا گیا۔ مگر وُہ آدھا تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو جو جام دیا گیا۔ وُہ بے شک حضرت مرزا صاحب کو بھی ملا۔ مگر حضرت عیسےٰؑ کو بھرا ہُوا ملا۔ اور مرزا صاحب کو صرف ایک چوتھائی۔ اور اس سے آپ کا یہ شعر بھی صحیح ثابت ہو گیا۔ مگر نہیں آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ع

داد آں جام را مرا بتمام

یہ تو ممکن ہے۔ کہ عیسوی جام حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو کم ملا ہو۔ مگر یہ نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کو کم ملا ہو۔ آپ کو بھرا ہُوا دیا گیا ہے۔ اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خادموں کا یہ درجہ ہے۔ تو آپ کے اپنے

مقام کی بلندی کا اندازہ

بآسانی ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے باوجُود یہ حقیقت ہے۔ کہ ابھی آپ کے سامنے بھی مدارج کا ایک لامتناہی سلسلہ باقی ہے چنانچہ آپ نے خود یہ دُعا مسلمانوں کو کرنے کا حکم دیا۔ کہ آت محمدان الوسیلة والفضیلة یعنی اے خدا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بے شک بہت ترقیات حاصل کی ہیں۔ مگر تیرے مقصُوں کے مدارج لامتناہی ہیں۔ اور ہمارا دل یہ نہیں چاہتا۔ اور ہماری غیرت برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ کوئی ایسا مقام بھی ہو جو آپ کو حاصل نہ ہو۔ اس لئے آپ کو ترقیات کا اگلا مقام بخش۔ غرض کہ اس سے کتنا

غیر متناہی ترقیات کا رستہ

کھل جاتا ہے۔ مجھے اس وقت حدیث کے لفظ اچھی طرح یاد تو نہیں۔ مگر مجھ پر یہ اثر ہے۔ کہ ایک حدیث میں بھی اسی قسم کا مضمون آتا ہے۔ کہ مومنوں کو جنت میں بالا مدارج ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اور جب وُہ ان کی طرف توجہ کریں گے۔ اور خدا تعالےٰ ان تک ان کو پہونچا دے گا۔ تو پھر اس سے اوپر کے نظر آنے لگیں گے۔ اس حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ کہ

خدا تعالےٰ کے قرب کی راہیں غیر محدود ہیں

اور یہ کہنا کہ محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب راہیں طے کر لی ہیں۔ آپ کی عزت نہیں۔ بلکہ ہتک ہے کیونکہ خدا تعالےٰ کی راہیں تو غیر محدود ہیں۔ اگر ہم کہیں گے۔ کہ محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب کچھ حاصل کر چکے تو اس کے صرف یہ معنے ہوں گے۔ کہ آپ کی

ترقی رک گئی

ہے۔ اور اس عقیدہ میں آپ کی عزت نہیں۔ بلکہ ہتک ہے۔ ہماری اس کوشش کی مثال وُہی ہو گی۔ جو کہتے ہیں۔ کہ کسی ریلوے سٹیشن پر کوئی فقیر بھیک مانگ رہا تھا۔ گاڑی میں ایک ڈپٹی صاحب بیٹھے تھے۔ کسی نے اسے کہا۔ کہ یہ ڈپٹی ہیں ان سے مانگو۔ ڈپٹی صاحب نے اس کی امید اور توقع سے بہت زیادہ پیسے اسے دے دیئے۔ اس پر وُہ بہت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ "خدا تینوں تھانے دار کرے" یعنی خدا تعالےٰ تم کو تھانے دار بنا دے۔ حالانکہ یہ کوئی دُعا نہیں۔ بلکہ اس کے لئے بددُعا تھی۔ کیوں اس کے ماتحت تو کئی تھانیدار تھے:۔

پس یہ کوئی اعزاز کی بات نہیں کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایسی بات منسُوب کریں۔ جو آپ کو ترقیات سے محرُوم کر دے۔ خدا تعالےٰ نے یہ رستہ کھلا رکھا ہے۔ کہ ساری امت آپ کی ترقیات کے لئے دُعائیں کرتی رہے کہ یا خدا ہمارے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو اور بلند درجات عطا فرما۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ آپ کو تمام مدارج مل چکے ہیں۔ تو یہ دُعائیں بھی بند ہو جائیں گی کروڑوں مسلمان دُعا کرنا بند کر دیں گے اور محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس حکم کو پورا کرنے سے رُک جائیں گے اور دُعا کرنے والا خواہ کتنا حقیر بندہ کیوں نہ ہو۔ خدا تعالےٰ اس کی دُعا سُنتا ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ حضرت موسےٰؑ حضرت عیسےٰؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اللہ تعالےٰ نے بڑے بڑے فضل کئے ہیں۔ مگر ایک حقیر بندہ بھی ایسا نہیں کہ وُہ اپنے خدا کے حضور کھڑا ہو۔ اور یہ سب مل کر بھی اس کے درمیان آ سکیں۔ چاہے کوئی کتنا کمزور انسان ہو جب وُہ

درد اور سوز کے ساتھ دُعا

کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ اُسے ہرگز ضایع نہیں کرے گا۔ اور اگر یہ دُعائیں بند ہو جائیں۔ تو اس طرح وُہ تحائف جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہونچتے ہیں۔ بند ہو جائیں گے۔ کیونکہ جب یہ یقین ہو جائے۔ کہ اور مقام کوئی باقی نہیں۔ تو پھر دُعا کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو گی۔ بلکہ درود بھی چھوڑنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ بھی تو بلندئ درجات پر ہی دلالت کرتا ہے۔ اللھم صل علے محمد وبارک وسلم کے معنے یہ نہیں کہ آپ کو روٹی اور کباب ملیں۔ بلکہ اس سے

روحانی برکات

ہی مُراد ہیں۔ اور اسی کا نام کمال ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے سے درود شریف کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔ اور جب کسی مسلمان کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تحائف نہ پہونچیں گے تو وُہ بھی آپ کی دُعا سے محرُوم ہو جائے گا۔ قرآن کریم نے حکم دیا ہے کہ جب کسی مسلمان کو کوئی تحفہ دیا جائے تو وُہ اس سے اچھا نہیں تو ویسا ہی تحفہ دے۔ اور جب ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درجات کی بلندی کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ اسے آپ کے پاس پہونچاتا ہے۔ تو آپ دُعا کرتے ہوں گے۔ کہ خدایا! اس بندے کو بھی وسیلہ اور فضیلت عطا فرما۔ اسی طرح جب درُود آپ کی خدمت میں پیش ہوتا ہو گا۔ تو آپ دُعا فرماتے ہونگے کہ خدایا! اس شخص کے گھر کو بھی برکت سے بھر دے اور ان

دُعاؤں کے طفیل

انسان ہزاروں آفات سے محفوظ رہتا ہے۔ لیکن جب یہ یقین ہو۔ کہ آپؐ کے درجات میں ترقی ممکن نہیں تو ہر معقول آدمی دُعا کرنی۔ اور درود پڑھنا چھوڑ دے گا۔ اور اس طرح تمام ان برکتوں سے محرُوم ہو جائے گا۔ جو آپ کے ذریعہ اسے ملتی تھیں:۔

پس یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔

حقیقت یہی ہے۔ کہ جتنے کمالات سب انبیاء اور بزرگوں کو ملے ہیں۔ یا بعد میں آنے والوں کو ملیں گے۔ وُہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہیں۔ اور اگر ان معنوں میں کہا جائے کہ آپ کو

تمام کمالات

حاصل ہیں۔ تو یہ بات ٹھیک ہے۔ لیکن اگر یہ مطلب ہو۔ کہ اب خدا تعالےٰ کے پاس بھی دینے کے لئے کچھ نہیں رہا۔ تو یہ صحیح نہیں۔ اور ہر سننے والا سُن لے۔ کہ خواہ وُہ اس میں ہتک سمجھے یا کچھ اور۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ ہمارے خدا کے پاس نہ صرف دوسروں کو۔ بلکہ خود محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دینے کے لئے بھی بہت کچھ ہے اس کے خزانے غیر محدُود ہیں۔ اور کوئی ان خزانوں کو ختم نہیں کر سکتا:۔

دانائے چین یعنی حضرت کنفیوشس کے مختصر حالات

ایک عیسائی مصنف ہنڈرک وان لون نے ۱۹۳۹ء میں ایک کتاب شائع کی ہے۔ جس کا اردو ترجمہ "نوع انسان کی کہانی" کے نام سے چھپ گیا ہے۔ ذیل میں اس سے حضرت کنفیوشس کے حالات۔ درج کئے جاتے ہیں۔

آپ ۵۵۰ سنہ قبل مسیح چین میں پیدا ہوئے جبکہ وہاں کی مرکزی حکومت کمزور تھی۔ اور چین کے لوگ قزاقوں اور رہزن امراء کے رحم پر زندگی بسر کرتے تھے۔ لوٹ مار اور قتل و خون کا بازار گرم تھا شہر ویران تھے اور شمالی اور وسطی چین کے زرخیز میدان ایک بیابان بن کر رہ گئے تھے۔ جہاں لوگ بھوکوں مر رہے تھے۔ لیکن حکیم کنفیوشس کی زندگی ایک باوقار خاموش طبع شخص کی زندگی تھی جس میں یہ ہنگامہ آرائیاں اور یہ شور و شغب کبھی دخل انداز نہ ہونے پایا۔

کنفیوشس کو اپنی قوم سے بہت محبت تھی۔ اس کا دل ان کے لئے بہت کڑھتا تھا۔ لیکن طاقت اور قوت کے استعمال کو وہ بے سود سمجھتا تھا۔ خود صلح پسند شخص تھا جانتا تھا کہ محض قوانین کے بدل ڈالنے سے لوگوں کی زندگی منقلب نہیں ہوسکتی۔ اسے یقین تھا کہ جب تک نیتیں نہ بدلیں۔ نجات کی توقع فضول ہے۔ چنانچہ اس نے بظاہر ایک ناممکن کام پر ہاتھ ڈالا۔ یعنی ان کروڑوں انسانوں کی سیرت کو بدل ڈالنے کا تہیہ کر لیا۔ جو مشرقی ایشیا کے وسیع میدانوں میں آباد تھے۔ جس چیز کو ہم مذہب سمجھتے ہیں اہل چین کو کبھی اس سے دلچسپی نہ ہوئی تھی۔ اکثر وحشی انسانوں کی طرح وہ بھی جنات کو مانتے تھے لیکن کسی پیغمبر یا کسی الہامی کتاب پر ایمان نہ رکھتے تھے۔

کنفیوشس ایک معقول اور رحم دل انسان تھا۔ رواداری اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسی زمانے میں چین کے اندر ایک اور رہنما کا بھی شہرہ تھا اس کا نام لاؤتسے تھا۔ یہ ایک نئے فلسفہ کا جسے تاؤازم کہتے ہیں بانی تھا۔ اسی فلسفے نے بعد میں "سنہری قاعدے" کی شکل اختیار کی۔ باوجود اختلاف عقائد کے کنفیوشس خود چل کر لاؤتسے کے پاس ملاقات کی غرض سے گیا۔

کنفیوشس کو کسی سے نفرت نہ تھی۔ اس کا عقیدہ تھا کہ ضبط نفس سب سے بڑی نیکی ہے۔ اور قابل قدر وہی انسان ہے جو کبھی برہم نہ ہو۔ اور جو کچھ تقدیر اسے دکھائے اسے اس یقین کے ساتھ برداشت کرے۔ کہ دنیا کے ہر واقعہ اور حادثہ میں کوئی نہ کوئی مصلحت پائی جاتی ہے شروع شروع میں بہت کم لوگ اس کے پاس تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آئے لیکن رفتہ رفتہ ان کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اس کی وفات سے پہلے جو (۴۷۸ سنہ قبل مسیح واقع ہوئی) چین کے کئی بادشاہ اور شہزادے اس کے زمرے میں شامل ہوگئے جب یسوع مسیح بیت اللحم میں پیدا ہوئے تو کنفیوشس کا فلسفہ بیشتر اہل چین کی ذہنیت کا جزو بن چکا تھا۔ چین میں کنفیوشس کا اقتدار اب تک قائم ہے۔ لیکن اس کے فلسفے کی اصلی وضع بہت کچھ بدل چکی ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ امتداد زمانہ سے اکثر مذہب بدلتے رہتے ہیں۔ مسیح نے لوگوں کو انکسار اور تسلیم اور [illegible] دنیا سے پاک رہنے کا سبق سکھایا تھا لیکن مسیح کی وفات کے پندرہ سو سال بعد کلیسائے مسیح کا رہنما کروڑوں روپے ایک ایسی عمارت پر صرف کر رہا تھا جس کو مسیح کے مولد سے دور کی نسبت بھی نہ تھی۔

کنفیوشس نے اپنے پیرؤوں کو والدین کی عزت کرنا سکھایا۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ مرحوم والدین کی پرستش کو اپنی اولاد کی پرورش سے بھی افضل سمجھنے لگے۔ انہوں نے مستقبل سے مونہہ موڑ لیا۔ اور ماضی کی وسیع تاریکی پر اپنی متجسس نظریں ڈالیں۔ آباؤ اجداد کی پرستش نے ایک مذہب کی صورت اختیار کرلی۔ اگر کسی پہاڑی کی روشن اور زرخیز ڈھلوان پر کوئی قبرستان ہوتا تو اسے بالکل نہ چھیڑتے۔ اور کاشتکاری کے لئے اسے چھوڑ کر دوسری ڈھلوان کو جو سنگلاخ اور بنجر ہوتی منتخب کر لیتے۔ قحط اور افلاس ان کو گوارا تھا۔ لیکن قبروں کا انہدام انہیں گوارا نہ تھا۔

مشرقی ایشیا کی بڑھتی ہوئی آبادی پر کنفیوشس کی تعلیم کا اثر ہوا۔ کیونکہ اس دانائے چین کے بتائے ہوئے رموز و نکات اس قدر دل نشین تھے۔ کہ ان سے ہر چینی کے دل پر خواہ شاہ ہو یا گدا معقولیت اور فلسفے کا ایک رنگ چڑھ گیا۔ اور ان کی تمام زندگی اس سے اثر پذیر ہوئی۔

سولہویں صدی میں مغرب کے پُرجوش مگر غیر مہذب عیسائیوں کا مشرق کے قدیم مذاہب سے آمنا سامنا ہوا۔ اولین ہسپانیوں اور پرتگیزوں نے بدھ کے پُرسکون مجسموں کو دیکھا۔ کنفیوشس کی باوقار تصاویر پر غور کیا۔ لیکن ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ کہ یہ مقدس ہستیاں جن کے ہونٹوں کی مسکراہٹ کسی دور دراز دنیا کا پتہ دیتی ہے کیا کہہ رہی ہیں۔ ان کی سمجھ میں یہی آیا۔ کہ یہ عجیب و غریب دیوتا بے دینوں اور بت پرستوں کے معبود ہیں۔ اور اس قابل نہیں۔ کہ کلیسیا کے سچے فرزندوں کی تکریم کریں۔

(نوع انسان کی کہانی صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۸)

ہندوستان کے مسلمان اسیر ہیں یا غلام؟

معاصر "شہباز" نے اپنے ۶ جنوری کے پرچہ میں شائع کیا۔ کہ :-

"جس مذہب کی رُو سے تمام مُسلمان ایک ہیں اس کا حکم ہے۔ کہ اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ اور جو نظم اور باقاعدگی اُن کی نمازیں پائی جاتی ہے۔ وہی انہیں قانون اور حاکم کا تابع ہونے پر مجبور کرتی ہے۔ اس وجہ سے وُہ لوگ اتحاد اسلامی کے قائل ہیں۔ ان کی دلی خواہش ہے کہ اسلام کے خلاف انگریزوں کے تعصبات دُور ہوجائیں"۔

لیکن اب لکھتا ہے۔ "دین اسلام کی رُو سے محض مسلمان اولی الامر کی اطاعت فرض ہے۔ مُسلمان بحالت کمزوری کسی غیر مسلم حکومت کا اسیر یا غلام تو ہوسکتا ہے۔ لیکن ازروئے دین وُہ اس کا مطیع رہنے کے لئے مجبور و مکلف نہیں" (شہباز ۱۱ جنوری)

اس کے متعلق گزارش ہے کہ ادارہ "شہباز" کے نزدیک حکومت برطانیہ کے ماتحت رہنے والے مسلمان غلام ہیں یا اسیر۔ اور کیا اسیروں اور غلاموں کے لئے فرض نہیں کہ اپنے آقا کے احکام کی پابندی کریں۔ اور اس کی اطاعت سے انحراف نہ کریں۔ افسوس ادارہ شہباز ایسی بات کہہ رہا ہے۔ جس کی تغلیط اپنے عمل سے کر رہا ہے۔

پیغام صُلح کے "تنظیم نمبر" پر تبصرہ

جماعت کی تنظیم کن اصول پر ہو سکتی ہے

غیر مبایعین نے اعلان کیا ہے کہ اب وہ اپنی "جماعت" کی تنظیم کی طرف خاص توجہ کرینگے کیونکہ اس کی ضرورت شدت سے ساتھ محسوس کی جارہی ہے۔ اسی لئے "پیغام صلح" ۱۳ دسمبر کو تنظیم نمبر کے نام سے شائع کیا ہے۔ مجھے یہ شوق تھا کہ دیکھوں غیر مبایعین جو آجتک جماعت احمدیہ کی تنظیم کے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہے ہیں۔ اب وہ اپنی تنظیم کی بنیاد کن امور پر رکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اسی نظر سے "تنظیم نمبر" کو پڑھا ہے۔ اس وقت یہ سوال نہیں کہ غیر مبایعین میں تنظیم ہوسکے گی یا نہیں اس کا جواب تو واقعات دیں گے۔ میں اس وقت یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ غیر مبایعین کے نزدیک کس طریق پر تنظیم ہو سکتی ہے

خلافت کے ذریعہ ہی تنظیم ہوسکتی ہے

غیر مبایعین نے خلافت ثانیہ سے علیحدہ ہونے کی بڑی وجہ یہ بیان کی تھی۔ کہ جماعت احمدیہ اور خلیفہ دوم اس شرط کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔ کہ خلیفہ انجمن کے ماتحت ہو۔ اور اصل اختیارات کی جانشین انجمن کو ہی قرار دیا جائے۔ یعنی جماعت احمدیہ خلافت کو مطاع قرار دیتی تھی۔ مگر غیر مبایعین انجمن کو۔ غیر مبایعین اپنے نظریہ کو پچیس سال تک آزمانے کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ واجب الاطاعت خلیفہ کے وجود کے بغیر پائیدار ترقی محال ہے۔ خود مولوی محمد علی صاحب فروری ۱۹۳۸ء میں اپنے خطبہ میں بوضاحت یہ بیان کرچکے ہیں۔ اب تازہ "تنظیم نمبر" میں بھی اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے۔ ایک مضمون نگار لکھتے ہیں:۔

"ہمارے ہاں وہ منتظم ادارہ انجمن ہے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منشار کے مطابق معرض وجود میں آیا اور اس انجمن کی آئینی قیادت حضرت امیر ایدہ اللہ کو حاصل ہے۔ ہمیں شریعت اسلامیہ کی روشنی میں اور اس کے قوانین کے مطابق انجمن اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی کامل اطاعت کرنا چاہیئے۔ قائدین اور امیروں نے جماعتوں پر ہمیشہ بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔ اور ان کے نفوذ اور سطوت سے قوموں نے دنیا میں بڑی ترقی کی ہے" (ص۱۷)

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ اب غیر مبایعین کے نزدیک "انجمن اور حضرت امیر کی کامل اطاعت" کرنی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر ترقی محال ہے۔ بلکہ مندرجہ بالا عبارت کی آخری سطور میں تو "حضرت امیر" کے "نفوذ اور سطوت" کو ترقی کی بنیاد قرار دیا گیا۔ گویا تنظیم کے لئے قائد اور امیر کی کامل اطاعت ہی پہلا اصل ہے۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جو غالی غیر مبایع ہیں لکھتے ہیں:۔

"جس طرح ابتدار اسلام میں جب مسلمانوں کے ایک گروہ کا نصب العین نیچے گر کر خلافت ہوگیا۔ تو شیعوں کا گروہ پیدا ہوگیا۔ اور ایسا تفرقہ پڑا۔ کہ قیامت تک اس فتنہ کا دروازہ بند ہوتا نظر نہیں آتا۔ اسیطرح جب احمدی قوم میں بھی ایک گروہ کا نصب العین نیچے گر کر خلافت ہوگیا۔ تو محمودیوں کا گروہ پیدا ہوگیا۔ اور ایسا تفرقہ پڑا۔ کہ خدا ہی ہے جو اس فتنہ کو مٹا دے اس میں کیا شک ہے کہ اس گروہ کا نصب العین چونکہ خلافت ہے۔ اس لئے افراد میں باہمی تنظیم کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے" (ص۷)

ڈاکٹر صاحب کی یہ عبارت نہائت معنی خیز ہے۔ مؤخر الذکر فقرات میں ڈاکٹر صاحب نے غیر مبہم الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے۔ کہ قوم میں خلافت کے وجود کے ساتھ "تنظیم کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے" اور اسی بنا پر جماعت احمدیہ میں جو خلیفہ برحق کے ہاتھ پر جمع ہے۔ تنظیم پائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ بیان بالکل درست ہے۔ بلاشبہ خلیفہ کے بغیر افراد میں باہمی تنظیم کا وجود ناممکن ہے۔ غیر مبایعین کے سامنے ان کا پچیس سالہ تجربہ بھی شاہد ناطق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی غیر احمدیوں کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

"جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں۔ در اصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں۔ کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں۔ جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہے" (رسالہ پیغام صلح)

ہاں ڈاکٹر صاحب نے اپنے بیان میں ذکر کیا ہے۔ کہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کے ایک گروہ کا نصب العین گر کر خلافت ہوگیا تھا۔ تو شیعوں کا گروہ پیدا ہوگیا۔ اسی طرح جب احمدی قوم میں ایک گروہ کا نصب العین نیچے گر کر خلافت ہوگیا۔ تو محمودیوں کا گروہ پیدا ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب کے اس تشابہ بیان سے مندرجہ ذیل دو امور ان کے نزدیک ثابت ہیں:۔

اوّل۔ اسلام کے ابتدار اور سلسلہ احمدیہ کے ابتدار میں بہت مطابقت ہے گویا یہ کہنا درست ہے کہ احمدیت اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہے۔

دوم۔ آغاز اسلام میں مسلمانوں کا نصب العین خلافت سے بلند تھا۔ جماعت احمدیہ کا نصب العین بھی خلافت سے بلند ہے۔ ظاہر ہے کہ اس نصب العین کی بلندی کا باعث یہی ہو سکتا ہے۔ کہ ابتدائے اسلام میں بھی نبوت تھی۔ اور ابتدائے احمدیت میں بھی نبوت ہے۔ دونوں جگہ دو عظیم الشان نبیوں نے نصب العین کو خلافت سے بلند کر دیا تھا۔ یہ امر احمدیہ عقائد کی صداقت کی واضح دلیل ہے۔

باقی رہا ڈاکٹر صاحب کا "محمودیوں" کو شیعوں کے مشابہ قرار دینا۔ سو یہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ شیعہ صاحبان خلیفہ اول۔ خلیفہ دوم اور خلیفہ سوم کو نہیں مانتے۔ صرف خلیفہ چہارم حضرت علیؓ کے ماننے کے دعویدار ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ تو پہلے تمام خلفار کو بھی مانتی ہے۔ اور خلیفہ اوّل حضرت مولینا نور دین اعظم رضؓ کو بھی برحق خلیفہ یقین کرتی ہے۔ اور اسوقت خلیفہ ثانی سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت میں شامل ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو تو شیعوں سے مناسبت نہیں۔ البتہ غیر مبایعین جنہوں نے خلافت ثانیہ کا برملا انکار کر دیا۔ اور خلیفہ اول کی خلافت کو غلطی قرار دیا۔ بلکہ خلافت اولیٰ کے ذکر پر "قلبی اذیت" کا اظہار کیا ہے وہ شیعوں کے طریق پر ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ خلافت نااہل کے سپرد ہوگئی۔ در اصل ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے متذکرۃ الصدر بیان میں صحابہؓ کی ہتک کی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ حضرات صدیقؓ و فاروقؓ نے خلافت کے قیام کا اہتمام کیا تھا۔ اور سب صحابہ نے ان کو تسلیم کیا۔ شیعہ ان کی خلافت کے منکر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیگر صحابہ نے جب خلفاء تسلیم کیا۔ تو ان کا نصب العین نیچے گر چکا تھا۔ العیاذ باللہ۔ کیا یہ خلفار اور صحابہ کی صریح ہتک نہیں؟

ڈاکٹر صاحب کی نگاہ ابتدار اسلام میں شیعوں پر تو جا پڑی۔ مگر نامعلوم خوارج کا وجود ان کی نظر سے کیوں اوجھل ہوگیا۔ جنہوں نے ایک عظیم الشان خلیفہ کے خلاف بغاوت کی۔ ہاں اس خلیفہ کے خلاف بغاوت کی۔ جو رشتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت قریبی تھا،

اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم مشورہ سے امور طے کریں گے۔ اگر ڈاکٹر صاحب غور فرمائینگے تو انہیں غیر مبائعین کی خوارج سے بھی گہری مناسبت نظر آجائے گی۔ ڈاکٹر صاحب یہ واضح رہے کہ خلفاء کا انکار شیعیت ہے اور اہل بیت سے دشمنی خارجیوں کا وطیرہ۔ اگر خلفاء اور اہل بیت سے محبت کرنے والے شیعہ ہیں تو ہمارا جواب وہی ہے۔ جو حضرت امام شافعی نے دیا تھا۔ کہ؎

ان کان رفضاً حب آل محمد
فلیشھد الثقلان انی رافضی

ڈاکٹر صاحب کے اقتباس پر تبصرہ کرنے میں میں دور چلا گیا۔ بہر حال ڈاکٹر صاحب کو بھی مسلم ہے۔ کہ خلافت کے وجود سے لازماً تنظیم ہو سکتی ہے۔ اور یہی بات تھی جو جماعت احمدیہ نے ربع صدی قبل کہی تھی مگر اکابر غیر مبائعین نے اسے "نادانی" کہہ کر ٹھکرا دیا تھا۔

معترضین اور مولوی محمد علی صاحب

جماعت احمدیہ نے تنظیم کے صحیح اصول کے طور پر ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ نظام پر نکتہ چینی قومی اتحاد کے لئے سخت مہلک ہے۔ اسی اتحاد کی خاطر بعض دفعہ اس قسم کی حرکات کرنے والوں کو سزا بھی دینی پڑتی ہے۔ مگر غیر مبائعین نے روز اول سے ہی اس کی مخالفت کی اور اسے "پیر پرستی" قرار دیا ہے۔ فتنہ پردازوں کی تائید میں مولوی محمد علی صاحب نے بارہا برسر منبر کہا۔ کہ اصل حریت اور آزادی کا پیکر تو وہ شخص تھا جس نے حضرت عمرؓ پر اعتراض کیا تھا۔ کہ آپ نے یہ کرتہ کہاں سے بنا لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ غیر مبائعین کی اس روش کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ ان کی آئندہ نسل ان کے نام نہاد نظام پر شدید نکتہ چینی کرنے والی ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اب اس سے تنگ آکر "پیغام صلح" کے "تنظیم نمبر" میں بھی رونا رویا گیا ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے ایک خطبہ یہ کہتے ہوئے دیا۔ کہ:-

"ایڈیٹر صاحب پیغام صلح مجھ سے دو تین مرتبہ فرمائش کر چکے ہیں کہ میں ایک خطبہ تنظیم پر دوں۔ ان کی فرمائش کی تعمیل میں یہ چند الفاظ کہہ رہا ہوں" اس "فرمائشی خطبہ" میں آپ فرماتے ہیں۔

"کئی سال ہو گئے ہمیں یہ سنتے کہ ہمارے نظام میں یہ نقص ہے وہ نقص ہے لیکن اگر نوجوان اٹھیں اور اپنے دوستوں کی۔ قوم کے بیماروں اور مصیبت زدہ لوگوں کی خبر گیری کا کام اپنے ذمہ لیں تو بہت سی ایسی شکایات کا ازالہ ہو سکتا ہے" (ص۵)

غیر مبائع نوجوانوں کو اعتراض ہے۔ کہ غیر مبائعین کے نظام میں نقص ہے۔ مولوی صاحب اس نقص کو دور کرنے کی بجائے انہیں بیماروں کی خبر گیری کی تلقین کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کو شکوہ ہے۔ کہ کئی سال سے یہ اعتراضات ہو رہے ہیں اب کیوں ہے اور معترضین کو شکوہ ہے کہ کئی سال سے اعتراضات پیش کرنے کے باوجود ارباب حل و عقد توجہ نہیں کرتے اور مولوی صاحب کا تازہ جواب تو سوال گندم جواب چنا کا مصداق ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ مولوی صاحب آگے چل کر فرماتے ہیں:-

"نوجوان بحث مباحثہ اور نکتہ چینیوں سے پرہیز کریں ان سے کسی انسان اور قوم کے اندر طاقت و تنظیم پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ یہ چیزیں انسانوں اور قوموں کو تباہ کرنے والی ہیں" (ص۱۶)

کیا غیر مبائعین خدارا انصاف سے کام لیں گے۔ اور سوچیں گے کہ یہ کیا بات ہے کہ جب جماعت احمدیہ نکتہ چینی اور عیب شماری کو منع کرے تو پیر پرستی مگر جب مولوی محمد علی صاحب اس سے نالاں ہوں تو اسے تنظیم کا راز قرار دیا جائے۔

پھر جناب آفتاب الدین صاحب لکھتے ہیں

"حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ چند خطبوں میں فرمایا تھا کہ پہلے جو کچھ ہوا۔ اس پر زیادہ غور نہیں کرنا چاہئے نکتہ چینی اور عیب شماری سے کچھ حاصل نہیں" (ص۱۶)

اسی طرح ایک اور صاحب لکھتے ہیں

"ہر جماعت میں فرد کی مرضی کا دائرہ عمل ایک خاص نسبت سے ہوتا ہے مگر ہماری جماعت میں یہ دائرہ کافی وسیع ہے۔ اگر اس دائرہ کو کچھ محدود کر دیا جائے تو اس سے ہماری اجتماعی زندگی کو بہت قوت حاصل ہوگی"

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ غیر مبائعین کی آزادی رائے سے ان کے چھوٹے اور بڑے سب نالاں ہیں اور اب اس دائرہ کو تنگ کرنے کے لئے مضطرب ہیں۔ یہ ہوگا یا نہیں اس سے مجھے سروکار نہیں۔ میں اس جگہ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ آج غیر مبائعین پر منکشف ہو چکا ہے کہ نکتہ چینی کو بند کرنا پیر پرستی نہیں بلکہ نظام کے قیام کے لئے اہم چیز ہے۔ نکتہ چینی کرنے والوں نے تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کی تھی۔ خلفاء پر بھی کی تھی۔ مگر ان کا انجام کیا ہوا۔ اس سے قوم کو کتنا نقصان اٹھانا پڑا۔ غیر مبائعین کے امیر نے جماعت احمدیہ میں سوء ادبی کی روح پیدا کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر ناکام رہا۔ ہاں انہیں اس ناروا تعلیم کا خمیازہ اپنے گھر میں بھگتنا پڑا۔ ایک حصہ تو مندرجہ بالا بیانات سے عیاں ہے اور جو اندرونی حقیقت ہے وہ اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔ سچ ہے تحسبھم جمیعاً و قلوبھم شتیٰ کا نظارہ ہے۔

(باقی)

خاکسار:- ابو العطاء جالندھری

دیہاتی مدرسین کی بھرتی

احباب جماعت کو یاد ہوگا۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سال پانچ مڈل پاس شادی شدہ نوجوانوں کو بطور دیہاتی مدرس منتخب فرمایا تھا۔ اب وہ اپنی آٹھ ماہ کی ٹریننگ سے فارغ ہو چکے ہیں۔ ان کو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مختلف دیہات میں لگا دیا جائے گا۔ اب جو دوست اس ضمن میں اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیں۔ وہ بہت جلد درخواستیں انچارج تحریک جدید کے نام مع تصدیق امیر یا پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ارسال فرمائیں۔ شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) کم از کم مڈل پاس ضرور ہوں۔ انگریزی مڈل پاس کو ترجیح دی جائیگی۔ (۲) شادی شدہ ہوں۔ (۳) قادیان میں تعلیمی عرصہ کے لئے دس روپے ماہوار پر گزارہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ (۴) اس عرصہ میں ان کی بیویوں کو بھی بعض کام سکھائے جائیں گے اس لئے ان کو بھی قادیان میں رہنا ہوگا۔ (انچارج تحریک جدید قادیان)

خریداران الفضل جن کے نام وی پی ہونگے

۱۵۰۳۸ سکرٹری صاحب	۱۵۱۲۴ محمد حفیظ صاحب	۱۵۱۶۶ غلام محمد صاحب
۱۵۰۳۹ ایم ظہیر الدین صاحب	۱۵۱۲۹ گل محمد خان ،،	۱۵۱۷۴ عبد الرحمٰن ،،
۱۵۰۴۴ شیخ غلام احمد ،،	۱۵۱۳۱ منیر احمد ،،	۱۵۱۷۷ مستری اللہ دتہ ،،
۱۵۰۵۰ ریحانہ بنت ظریف ،،	۱۵۱۳۲ اسمٰعیل شریف ،،	۱۵۱۸۰ اتر بیٹی فتح محمد ،،
۱۵۰۵۸ مولوی کرامت اللہ ،،	۱۵۱۳۳ عبد الرؤف ،،	۱۵۱۸۳ عبد الرؤف ،،
۱۵۰۶۴ ایچ اے قریشی ،،	۱۵۱۳۵ منظور ملک ،،	۱۵۱۸۵ محمد اسحٰق ،،
۱۵۰۷۶ امیر احمد ،،	۱۵۱۴۰ خواجہ حفیظ اللہ ،،	۱۵۱۹۳ میر ضیاء اللہ ،،
۱۵۰۹۸ سید محمد یوسف شاہ ،،	۱۵۱۴۸ عبد القدوس ،،	۱۵۱۹۵ ملک رحمت خان ،،
۱۵۱۰۵ عبد السلام ،،	۱۵۱۴۹ عبد الحق ،،	۱۵۲۰۱ جلال الدین ،،
۱۵۱۰۷ ایم عبد المجید ،،	۱۵۱۵۰ غلام رسول ،،	۱۵۲۰۵ چوہدری فرزند علی ،،
۱۵۱۰۹ رادھا کشن ،،	۱۵۱۵۱ مظفر الدین ،،	۱۵۲۰۷ عبد الرحمٰن ،،
۱۵۱۱۵ اہلیہ سرفراز علی ،،	۱۵۱۵۳ عزیز احمد خان ،،	۱۵۲۰۹ خواجہ عبد العزیز ،،
۱۵۱۲۰ محمد عالم ،،	۱۵۱۵۹ ماسٹر عاشق محمد ،،	۱۵۲۱۳ فضل حق ،،
۱۵۱۲۱ عیسیٰ ،،	۱۵۱۶۵ چوہدری فضل محمد خان ،،	۱۵۲۱۵ فتح محمد ،،

۱۵۲۳۰ شیخ عبد اللہ صاحب ۱۵۲۳۴ مستری [illegible] صاحب

روس کے ڈھول کا پول اور بالشوزم کی ناکامی

دنیا میں یہ خیال عام تھا۔ کہ روس ایک بہت بڑی جنگی طاقت ہے۔ لیکن فن لینڈ پر حملہ نے اس کا تمام بھرم کھول دیا ہے۔ اور اب صاف نظر آرہا ہے۔ کہ اس کی جنگی طاقت محض ایک فسانہ تھی۔ آج سے قریبًا سوا ماہ قبل اس نے فن لینڈ پر حملہ کیا۔ لیکن اسوقت تک وہ ایک انچ زمین پر بھی قبضہ نہیں کرسکا۔ روس کی آبادی سترہ کروڑ ہے۔ اس کی زمانہ امن کی فوج بیس لاکھ بتائی جاتی تھی۔ اور کہا جاتا تھا۔ کہ جنگ کی صورت میں وہ ایک کروڑ دس لاکھ سپاہ میدان میں لاسکتا ہے۔ بالمقابل فن لینڈ کی کل آبادی ۳۴ لاکھ ہے اور فوج کل بتیس ہزار۔ لیکن حیرت ہے کہ اس قدر زبردست جنگی طاقت کا مالک ہونے کے باوجود روس ابتک فن لینڈ کے علاقہ میں ایک انچ بھی نہیں بڑھ سکا۔ بلکہ جیسا کہ خبروں سے پایا جاتا ہے۔ فن لینڈ کی فوجیں روسی علاقوں میں داخل ہوچکی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی روس کو بہت شدید نقصان پونچا ہے۔ اس کی فوج کا ایک پورا ڈویژن جس میں بارہ ہزار سپاہی ہوتے ہیں۔ فن لینڈ والوں نے حال میں تباہ کر دیا ہے اور اس وقت تک قریبًا ایک لاکھ روسی اس معرکہ میں مارے جاچکے ہیں۔ چار سو ٹینک اور ڈیڑھ سو ہوائی جہاز تباہ کر دئے گئے ہیں۔ ہزاروں روسی قید کر لئے گئے ہیں۔ سینکڑوں توپوں اور آرمرڈ کاروں اور موٹروں پر فن فوجیں قبضہ کرچکی ہیں۔ روس کی ریلوے لائنوں اور سٹیشنوں کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ روسیوں نے اپنی فوجیں فن لینڈ تک پہنچانے کے لئے ایک نئی پٹری بچھائی تھی۔ اسے بھی فنوں نے تباہ کر دیا ہے۔ فن لینڈ پر حملہ سے پیشتر روس نے استھونیا لٹویا اور لتھونیا کی حکومتوں سے معاہدے کر لئے تھے۔ اور ان کے اہم مقامات پر اپنے فوجی۔ بحری اور ہوائی مستقر قائم کر لئے تھے۔ استھونیا کے ایک جزیرہ میں جو خلیج فن لینڈ کے دہانہ پر آباد ہے۔ روسیوں نے بہت بڑا ہوائی مستقر قائم کیا تھا۔ اور یہیں سے وہ فن لینڈ کے مختلف مقامات پر حملے کرتے رہے ہیں۔ لیکن چند روز ہوئے فن طیاروں نے اس جزیرہ پر ایسی شدید بمباری کی۔ کہ جابجا آگ لگ گئی۔ اور اس طرح روس کی بہت سی ہوائی طاقت تباہ ہوگئی۔ اس کے علاوہ ایک اور مقام پر پٹرول کے بہت بڑے ذخیرے کو فن طیاروں نے تباہ کر دیا۔ کئی مورچوں پر روسی فوجیں نہایت ذلت آمیز شکست کھاکر پسپا ہوچکی ہیں۔ اور یہ سب حقائق اسبات کا ثبوت ہیں۔ کہ روس کی فوجی طاقت کے متعلق جو پروپیگنڈا کیا جاتا تھا۔ وہ حقیقت سے کوسوں دور تھا۔ بیشک یہ بہت بڑا ملک ہے۔ آبادی بھی بہت زیادہ ہے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یا تو فوجی تنظیم نہیں۔ یا پھر فوجی حکومت کی پالیسی کے حامی نہیں۔ اور وہ اس کی ناکامی کے خواہاں ہیں۔

پولینڈ کی طاقت فن لینڈ کی نسبت بہت زیادہ تھی۔ اس کی زمانہ امن کی فوج ساڑھے چار لاکھ۔ اور جنگ کے زمانہ میں وہ چالیس لاکھ سپاہی میدان میں لاسکتا تھا۔ پھر پول قوم کی شجاعت اور بہادری مسلم تھی۔ اس کے پاس سامان جنگ بھی فن لینڈ کی نسبت بہت زیادہ تھا۔ لیکن جرمنی نے اسے پندرہ روز کے اندر اندر تاخت وتاراج کر دیا۔ اور اس ظلم وستم کی وجہ سے گو ہر شریف انسان اس کے خلاف اظہار نفرت پر مجبور ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ جرمنی ایک زبردست جنگی طاقت ثابت ہوا۔ لیکن روس جو فن لینڈ سے پچاس گنا بڑا ملک ہے۔ سوا ماہ کے عرصہ میں فن لینڈ کے ایک چھوٹے سے گاؤں پر بھی قبضہ نہیں کرسکا۔

اس سلسلہ میں ایک قابلِ ذکر خبر یہ ہے۔ کہ جرمنی نے سویڈن اور ناروے کو متنبہ کیا ہے۔ کہ ان کی راہ سے فن لینڈ کو کوئی امداد نہیں ملنی چاہئے۔ اور لکھا ہے۔ کہ برطانیہ اور فرانس فن لینڈ کی امداد اس لئے کر رہے ہیں۔ کہ وہاں اپنے ہوائی مراکز قائم کرکے جرمنی پر بمباری کرسکیں۔ لیکن یہ عذر لنگ ہے اور اس کا مقصد محض یہ ہے۔ کہ روس کی امداد کے رنگ میں فن لینڈ کی بیرونی امداد کے ذرائع مسدود کئے جائیں۔ ورنہ جب یہ حقیقت ہے۔ کہ فرانس کی سرحد جرمنی سے ملتی ہے۔ اور وہاں فرانس نے بہت سے ہوائی مستقر قائم کر رکھے ہیں۔